اودھیش جانے کو تیار ہوا، لیکن ارون نے اسے روک کر تھانہ انچارج سے ایف آئی آر کی ایک کاپی مانگی۔ ارون کو پتہ تھا کہ ایف آئی آر کرانے والے کو ایف آئی آر کی ایک کاپی ملتی ہے۔ اس نے ایف آئی آر کی ایک کاپی لی اور پھر سب اپنے گھر کے لئے نکل پڑے۔

1۔ تھانے میں رپورٹ لکھوانا کیوں ضروری ہے؟
2۔ اگر آپ کے گھر میں چوری ہو جائے تو آپ کیسی رپورٹ لکھوائیں گے؟ تفصیل لکھئے۔
3۔ ایف آئی آر کی کاپی کیوں ضروری ہے؟
4۔ اگر کوئی تھانیدار آپ کی ایف آئی آر درج نہ کرے تو آپ کیا کر سکتے ہیں؟

معاملے کی چھان بین

ایف آئی آر کی بنیاد پر تھانہ انچارج نے داروغہ سے معاملے کی چھان بین کرنے کو کہا۔ اسی دن داروغہ اودھیش کے گھر پہنچا۔ پہلے تو اس نے اودھیش کی چوٹیں دیکھیں۔ ڈاکٹر کے نسخہ سے پتہ چلا کہ چوٹیں کافی سنگین ہیں۔ اس نے اودھیش کے پڑوسی سے پوچھ تاچھ کی۔ پڑوسیوں نے مار پیٹ کی تفصیل بتائی۔ داروغہ کو یقین ہو گیا کہ اودھیش کو مار پیٹ سے ہی اتنی چوٹ لگی تھی۔

وہ ونود کے پاس گیا اور اس کو بتایا کہ وہ اسے اودھیش کو سنگین چوٹ پہنچانے کے جرم میں گرفتار کر رہا ہے۔ داروغہ اسے اپنے ساتھ تھانہ لے گیا۔ وہاں اس سے پوچھ تاچھ کی۔ وہ اس بات سے انکار کر گیا کہ اس نے اودھیش کی پٹائی کی ہے۔

گرفتاری

کسی بھی شخص کو گرفتار کرتے وقت اسے یہ بتانا ضروری ہے کہ اسے کس جرم کے لئے گرفتار کیا جا رہا ہے۔ اگر اسے یہ نہیں بتایا جاتا ہے تو اس کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی گرفتاری کا سبب پوچھے۔ بغیر جرم بتائے کسی کو گرفتار کرنا غلط ہے۔ کسی بھی شخص کی گرفتاری کے 24 گھنٹے کے اندر اسے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔

قانون کے مطابق، پولس تھانے میں کسی پر بھی اپنا جرم قبول کرنے کی زبردستی نہیں کی جا سکتی ہے۔ اس میں سمن اور

وارنٹ ضروری ہے۔ اگر تھانے میں کوئی اپنا جرم قبول کر بھی لے تو اس کی بنیاد پر اسے سزا نہیں ہو سکتی۔ سزا تب ہوگی، جب وہ مجسٹریٹ کے سامنے اپنا جرم قبول کرے گا۔ پولس کا کام تو صرف معاملے کی چھان بین کر کے عدالت میں ثبوت پیش کرنا ہے۔

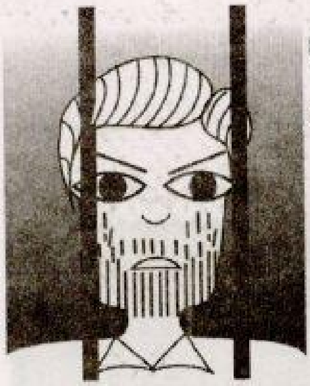

1۔ ایف آئی آر کی شکایت کے معاملے میں پولس چھان بین سے کیا پتہ لگانے کی کوشش کرتی ہے؟

2۔ معاملے کی چھان بین کے لئے پولس کو مار پیٹ کا استعمال کیوں نہیں کرنا چاہئے؟

3۔ کسی بھی ملزم کے ذریعہ تھانے میں اپنا جرم قبول کرنے پر اسے وہیں پر ہی سزا کیوں نہیں سنائی جا سکتی؟

4۔ کیا چھان بین کے عمل کو کوئی شخص متاثر کر سکتا ہے؟ کیسے؟ آپس میں چرچا کیجئے۔

ضمانت

تھانہ انچارج نے ونود کو حوالات میں بند کر دیا۔ اس نے تھانیدار سے بہت کہا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ تھانیدار نے ونود کو بتایا چوں کہ تمہارا جرم ضمانت کے لائق ہے، تمہیں کسی کی ضمانت پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ کوئی شخص، جس کے پاس زمین جائیداد ہے، تمہاری ضمانت لے سکتا ہے۔ وہ اسے سمجھاتا ہے، اگر وہ تمہاری ضمانت لے تو تمہیں گھر جانے دیا جا سکتا ہے۔ اگر تمہارے پاس بھی کچھ زمین جائیداد ہے تو تم بھی بانڈ بھر سکتے ہو۔ تمہیں جب بھی تھانہ یا کچہری بلایا جائے گا، تو تمہیں آنا پڑے گا، نہیں تو وہ جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔

ونود نے بتایا کہ اس کے پاس پانچ ایکڑ زمین ہے۔ پھر اس نے اپنے لئے بانڈ بھر دیا۔ تھانیدار نے اسے یہ بھی بتایا کہ کل تمہیں پیشی کے لئے عدالت آنا پڑے گا۔ تم چاہو تو اپنے بچاو کے لئے وکیل رکھ سکتے ہو۔

غیر ضمانتی جرم

ونود تو ضمانت پر چھوٹ گیا لیکن سبھی جرم ضمانتی نہیں ہوتے۔ چوری، ڈکیتی، قتل، رشوت وغیرہ قسم کے جرائم میں گرفتار

لوگوں کو ضمانت پر چھوٹنے کا حق نہیں ہے۔ ایسے غیر ضمانتی جرموں میں بھی مجسٹریٹ کو ضمانت کی عرضی دی جا سکتی ہے۔ یہ مجسٹریٹ کے اوپر ہے کہ ضمانت منظور کرے یا خارج کر دے۔

1۔ ضمانت کی تجویز کیوں رکھی گئی ہے؟

2۔ اس کہانی میں ونود کا جرم ضمانتی ہے یا غیر ضمانتی؟

3۔ چوری، ڈکیتی، قتل جیسے جرموں کو غیر ضمانتی کیوں مانا گیا ہے؟

پہلی پیشی

اگلے دن فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کی کچہری میں پیشی ہونے والی تھی۔ یہ کچہری آرہ میں تھی۔ کچہری کے آس پاس کافی لوگ تھے۔ ان میں شامل تھے کالے کوٹ پہنے ہوئے وکلاء، کئی ملزمین (یعنی وہ لوگ جن کے خلاف کسی جرم کی شکایت درج تھی) اور دوسرے معاملوں کی پیشی کے لئے آئے ہوئے کئی لوگ۔ ونود، اودھیش، ارون، ونود کا بیٹا، تھانہ انچارج اور داروغہ بھی وہاں تھے۔ ونود نے اپنا وکیل مقرر کر لیا تھا۔ پولس کی طرف سے سرکاری وکیل مقدمہ لڑ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ونود کی پیشی کی پکار ہوئی۔

فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کے سامنے یہ اس مقدمے کی پہلی پیشی تھی۔ تھانیدار نے ونود کے وکیل کو ایف آئی آر اور پولس رپورٹ کی ایک کاپی دے دی تھی تاکہ اسے یہ پتہ رہے کہ ونود پر کیا الزام لگائے گئے ہیں۔ یہ بھی پتہ ہو کہ اس کے خلاف کیا جانکاری اکٹھا کی گئی ہے۔ ان تمام باتوں کو جاننے کے بعد ہی ونود کا وکیل اس کا بچاؤ کر سکتا تھا۔ سرکاری وکیل نے ونود پر اودھیش کو سنگین چوٹ پہنچانے کا الزام لگایا۔ ونود نے الزام قبول نہیں کیا۔ مجسٹریٹ نے 25 دن بعد اگلی پیشی کی تاریخ دی۔

گواہ اور پیشی

ونود نے اپنے حق میں کچھ دوستوں کے نام گواہوں میں دئے تھے۔ اودھیش نے جو معاملہ تھانے میں درج کرایا تھا، اس میں بھی کچھ لوگوں کے نام گواہ کی حیثیت سے لکھوائے تھے۔ داروغہ نے چھان بین کے وقت اودھیش کے دو پڑوسیوں کے نام لکھ لئے تھے۔ ان سب کو مجسٹریٹ سے حکم ملا کہ انہیں مجسٹریٹ کی عدالت میں گواہی دینے کے لئے موجود رہنا ہے۔

25 دن بعد جب دوسری پیشی کی تاریخ آئی تب سب آرہ کی کچہری پہنچے۔ پہلے سرکاری طرف سے ایک گواہ کو بلایا

گیا۔ اس نے اس دن کی تمام باتیں بتائیں۔ پھر دونوں طرف کے وکیلوں نے اس سے پوچھ تاچھ کی۔ ایسے دو گواہوں کی گواہی کے بعد پیشی کی تاریخ دے دی۔

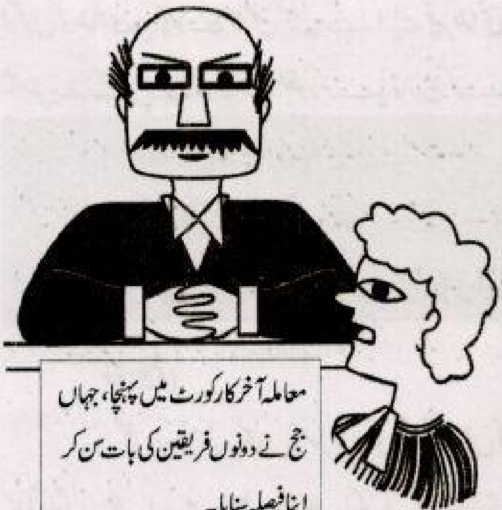

معاملہ آخر کار کورٹ میں پہنچا، جہاں جج نے دونوں فریقین کی بات سن کر اپنا فیصلہ سنایا۔

اس طرح ہر پیشی میں ایک یا دو گواہوں کے بیان لئے جاتے اور پھر اگلی پیشی کی تاریخ مل جاتی۔ اس طرح پیشیاں چلتی رہیں۔ ونود کو ہر پیشی پر اپنے وکیل کو فیس دینی پڑتی۔ قریب ایک سال تک پیشیاں چلتی رہیں۔ پھر مجسٹریٹ نے فیصلہ سنایا کہ ونود اودھیش کی سنگین پٹائی کرنے کا مجرم ہے۔ اس لئے اسے چار سال کی سزا ہوگی۔

1۔ ملزم کو چارج شیٹ کی کاپی ملنا کیوں ضروری ہے؟

2۔ کسی بھی معاملے میں دونوں فریقین کے وکیل کا ہونا کیوں ضروری ہے؟

3۔ کسی بھی مقدمہ میں گواہوں کو پیش کرنا اور ان سے پوچھ تاچھ کرنا کیوں ضروری ہے؟

4۔ پولس اور مجسٹریٹ کے کام میں کیا فرق ہے؟

سیشن کورٹ میں اپیل

ونود فیصلے سے مطمئن نہیں تھا۔ ونود کے وکیل نے بتایا کہ سیشن کورٹ میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ سیشن جج مجسٹریٹ سے اوپر ہوتے ہیں اور مجسٹریٹ کا فیصلہ بدل سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے، سیشن جج تمہیں مجرم نہ ٹھہرائیں یا سزا کم کر دیں۔ ونود کے وکیل نے سیشن کورٹ میں اپیل کر دی۔ اس کے سبب سیشن جج نے ونود کی سزا ملتوی کر دی۔ اسے فوراً جیل نہیں جانا پڑا۔ پھر سیشن کورٹ میں مقدمہ چلتا رہا۔ ونود اور اس کے گواہوں کو ایک بار پھر بلایا گیا اور ایک بار پھر اودھیش اور اس کے گواہوں کو دو سال بعد سیشن جج نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ اس نے ونود کی سزا چار سال سے تین سال کر دی۔

ہائی کورٹ (عدالت عالیہ)

شیسنس جج کا فیصلہ سن کر ونود مایوس ہوگیا۔ اس نے اپنے وکیل سے پوچھا، 'کیا یہ فیصلہ بدلا جا سکتا ہے؟' وکیل نے بتایا کہ تمام ریاستوں میں ایک ہائی کورٹ (عدالت عالیہ) ہوتا ہے۔ وہ اس ریاست کی سب سے بڑی کچہری ہوتی ہے۔ کسی بھی مقدمے کے فیصلے ریاست کے ہائی کورٹ میں بدلے جا سکتے ہیں۔ ہائی کورٹ میں ملزم یا گواہ نہیں بلائے جاتے۔ وہاں پر تو صرف جانکاری کی فائل کی بنیاد پر ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ ہماری ریاست کا ہائی کورٹ پٹنہ میں ہے۔ تم چاہو تو اپیل کر سکتے ہو۔ ہو سکتا ہے، سزا اور کم ہو جائے۔ ونود نے وکیل کو اور فیس دے کر ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ ہائی کورٹ نے اپیل درج کر لی اور کچھ دنوں بعد فیصلہ دیا۔ لیکن ونود ہائی کورٹ میں مقدمہ ہار گیا۔ اسے وہی سزا کاٹنی پڑی، جو شیسنس جج نے دی تھی۔ آخر میں ونود کو جیل جانا پڑا۔

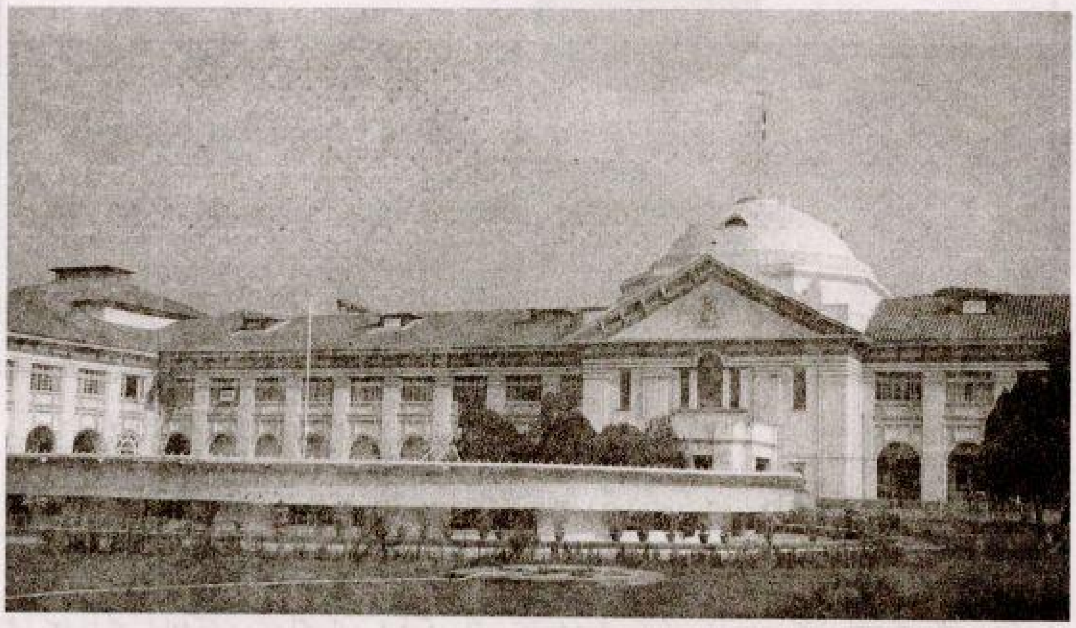

ہائی کورٹ، پٹنہ

1۔اپیل کی تجویز کا کیا مقصد ہے؟

2۔اوپر کی عدالتوں کے ذریعہ اپیل کے معاملے میں دئے گئے فیصلے نیچے کی عدالت کو کیوں ماننے پڑتے ہیں؟

3۔کئی مقدمے کئی سال تک کیوں چلتے ہیں؟ایسا کیوں ہوتا ہے؟

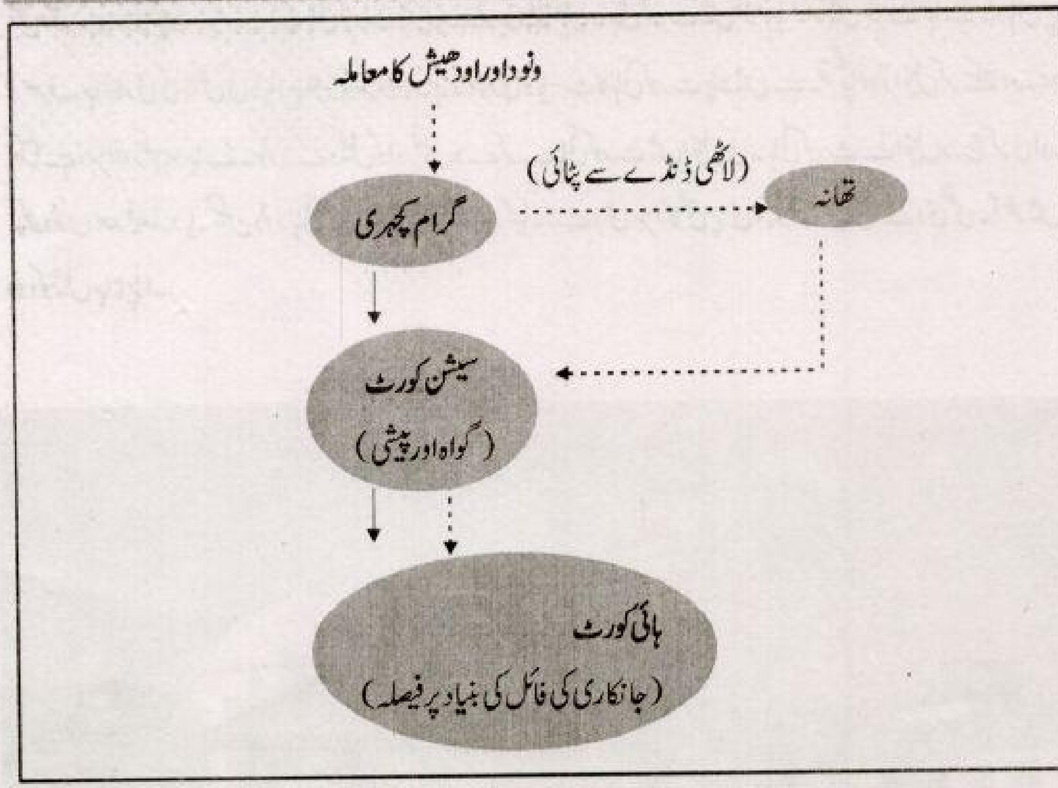

دیوانی اور فوجداری معاملے

ونود بہت دکھی تھا۔اس نے اپنے وکیل سے کہا،'اتنے سال میں جیل میں رہوں گا تو میرے خاندان کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں اودھیش کو کچھ روپے دے دوں اور بات نبٹ جائے۔ وکیل نے بتایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیوں کہ تم نے اودھیش کے ساتھ مار پیٹ کی تھی۔اس لئے یہ ایک فوجداری معاملہ ہے، یعنی ایسا جرم جس میں سزا دی جا سکتی ہے۔مار پیٹ، چوری، ڈکیتی، ملاوٹ کرنا، رشوت لینا، جہیز لینا، قتل، خطرناک دوائیں بنانا، یہ سب فوجداری معاملے

ہیں۔ ان میں جرم ثابت ہونے پر سزا ضرور ملتی ہے۔ صرف زمین جائیداد کے معاملے میں سزا نہیں ہوتی۔ یہ دیوانی معاملے ہوتے ہیں۔

'دیوانی معاملے کیا ہوتے ہیں؟' ونود نے پوچھا۔

وکیل نے کہا، 'جب بھی کوئی زمین جائیداد کے جھگڑے ہوتے ہیں یا مزدور مالک کے بیچ مزدوری کو لے کر کسی کے بیچ پیسے کے لین دین یا کاروبار کے جھگڑے، کرایہ، طلاق سے متعلق تنازعہ، تو دیوانی معاملے درج کرائے جاتے ہیں۔ جیسے، تمہاری زمین کا جھگڑا اودھیش کے ساتھ تھا تو تم مار پیٹ نہ کرکے کورٹ میں دیوانی مقدمہ کر سکتے تھے۔ کورٹ کے فیصلے کے مطابق جس بھی فریق کا نقصان ہوتا یا جس کی ملکیت پر ناجائز قبضہ کیا جاتا، اسے اس نقصان کا معاوضہ دیا جا سکتا تھا۔'

دیوانی معاملے میں عام طور پر کسی کو گرفتار نہیں کیا جاتا، بلکہ گواہ اور کاغذات کو دیکھ کر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ دیوانی معاملوں کو نبٹانے کے لئے جو ضابطے بنائے گئے ہیں، وہ ضابطے فوجداری معاملوں سے الگ ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ ایسے جرم نہیں ہوتے جو سماجی نظام میں گڑبڑی پیدا کرتے ہیں، جیسی چوری، ڈکیتی وغیرہ۔

آپ نے دیکھا کہ اودھیش کو انصاف دلانے کا کام ایک مقررہ نظام عدل اور پولس، وکیل اور جج کی وجہ سے ہی ممکن ہو پایا۔ اس عمل میں پولس، وکیل اور جج کا رول اہم ہے۔ جہاں انصاف دلانے کے عمل میں پولس پہلی کڑی تھی، وہیں جج کا فیصلہ ایک آخری کڑی۔

اس باب میں ہم نے ونود اور اودھیش کے بیچ ہونے والے فوجداری معاملے کا تذکرہ کیا۔ ایسے ہی معاملوں کا خاکہ اور ان کے لئے سزا کی تجاویز تعزیرات ہند کی دفعات میں درج ہیں۔ ونود اور اودھیش کا یہ معاملہ تعزیرات ہند کی دفعہ 326 کے تحت آتا ہے۔ ایسا کوئی بھی معاملہ جس سے سماج کے نظم ونسق میں خلل پڑتا ہے، فوجداری معاملہ مانا جاتا ہے۔ فوجداری معاملوں میں پولس میں رپورٹ کیسے کی جائے گی یا پولس کے افسران عدالت میں مقدمہ کیسے دائر کریں گے، یہ تمام نکات کریمنل پروسیجر کوڈ میں درج تجاویز کے تحت طے کئے جاتے ہیں۔

مشق کے سوالات

1۔اس سبق کو پڑھنے کے بعد کیا آپ کو عدالتی مرحلہ غیر جانبدار لگا؟ اگر ہاں تو ان نکات کی فہرست تیار کیجیے جس سے عدالتی عمل کی غیر جانبداری کا پتہ چلتا ہے۔

2۔کیا عدالتی عمل کی غیر جانبداری کو متاثر کیا جا سکتا ہے؟ اپنا جواب وجہ کے ساتھ لکھیے۔

3۔سبق کی بنیاد پر درج ذیل کاموں کے بارے میں چارٹ کو پورا کیجیے۔ آپ یہ بھی بتائیے کہ انصاف دلانے کے معاملے میں سب سے اہم رول کس کا ہے اور کیوں؟

دیوانی پولس

—ابتدائی رپورٹ درج کرنا

....

....

....

وکیل

—اپنے اپنے حق میں ثبوت پیش کرنا اور ان کی جانچ پڑتال کرنا

....

....

....

جج

—مقدمے سننا

....

....

....

4۔ باب میں دی گئی جانکاریوں کی بنیاد پر درج ذیل چارٹ کو بھریئے۔

دیوانی معاملے	فوجداری معاملے

5۔ مان لو، آپ ایک ہائی کورٹ میں جج ہوں۔ انصاف دیتے وقت آپ کن کن باتوں کا دھیان رکھیں گے؟

6۔ ہندوستان میں اپنائی جانے والے عدالتی عمل میں کیا کیا کمیاں ہیں؟ ان کمیوں کو دور کرنے کے لئے کیا کیا کرنا چاہیے؟

باب

7

امداد باہمی

یہ تو آپ سبھی کو پتہ ہے کہ ہمیں اپنی اپنی زندگی میں الگ الگ کام کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے کام ہیں، جنہیں ہم اکیلے کر سکتے ہیں یا شاید اکیلے کرنا ہی پسند کرتے ہیں۔ لیکن کام کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شاید گروپ میں کر کے زیادہ دلچسپ یا آسان بن جاتے ہیں۔

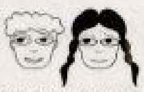

اوپر دی گئی جگہ میں دو ایسے کاموں کو دکھائیں جو آپ (1) اکیلے کرتے ہوں (2) جسے اوروں کے ساتھ مل کر زیادہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ تو ٹھیک ہے، لیکن بھلا یہ امداد باہمی کیا چیز ہے۔ آیئے اسے سمجھنے کے لئے ہم مدھوراپور کی کہانی کو پڑھتے ہیں۔

مدھوراپور کی کہانی

ویشالی ضلع کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، مدھوراپور۔ اس علاقے کے لوگوں کا خاص پیشہ زراعت یعنی کھیتی باڑی ہے۔ یہاں کئی طرح کی فصلیں اگائی جاتی ہیں لیکن ان میں سے کیلے کی کھیتی اہم ہے۔ کیلے کی کھیتی کی اپج بڑھانے کے لئے مویشی کھاد نہ صرف مفید بلکہ لازمی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں لگ بھگ تمام لوگ کھیتی کے ساتھ ساتھ مویشی پروری بھی کرتے ہیں جس کی وجہ کر یہاں کافی مقدار میں دودھ کی پیداوار ہوتی ہے۔ مزے دار بات تو یہ ہے کہ بیشتر گھروں میں مویشی پروری کی وجہ سے یہاں دودھ کی پیداوار اس کی کھپت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

کچھ عرصہ قبل تک دودھ کی پیداوار کرنے والے اپنے دودھ کو پاس کے بازار میں یا شہر میں فروخت کرنے کے لئے لے جاتے تھے۔ لیکن گاؤں سے شہر میں دودھ لا کر بیچنا کافی مشکل تھا، کیوں کہ اس میں دودھ کے خراب ہونے کا خطرہ رہتا تھا۔ اس کے علاوہ، دودھ پیدا کرنے والے کچھ لوگ گاؤں میں ہی کسی دوسرے (دودھیا) کو اپنا دودھ کافی کم قیمت پر فروخت کر دیتے تھے۔ یہ بیچ کا آدمی (دودھیا) اسی دودھ کو شہر میں زیادہ قیمت پر فروخت کر دیتا تھا۔

اس بات کو دھیان میں رکھتے ہوئے کہ دودھ پیدا کرنے والے خاندانوں کو اپنے دودھ اور اپنی محنت کا بہت کم دام ملتا تھا، مدھوراپور مہیلا دُگدھ اُتپادک سہیوگ سمیتی نام کی ایک کمیٹی کا قیام کیا گیا۔ یہ کمیٹی ضلع سطح پر ویشالی پاٹلی پتر دُگدھ اُتپادک سہکاری سنگھ لمیٹیڈ، جسے ہم پٹنہ ڈیری کے نام سے بھی جانتے ہیں، کے ساتھ جڑ کر کام کرتی ہے۔

اس طرح کی دودھ پیداواری

امداد باہمی کمیٹی کی تشکیل کردہ دودھ پیدا کرنے والے اراکین یعنی ممبروں کو ان کی پیداوار کو فروخت کرنے اور مناسب قیمت دلانے میں مدد کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔اس کمیٹی کا کارکن بننے سے وہ لوگ اپنا دودھ یہاں آسانی سے فروخت کر سکتے ہیں اور کمیٹی کو ان کا دودھ لازمی طور پر خریدنا پڑتا ہے۔امداد باہمی کمیٹی کا رکن ہونے کے ناتے یہ ان کا حق بنتا ہے۔

دودھ کی مناسب قیمت نہ ملنے اور فروخت میں ہونے والی دشواری کا مسئلہ صرف کسی ایک خاندان کا نہیں ہے، بلکہ دودھ پیدا کرنے والے تمام خاندانوں کا ہے۔کوئی بھی اکیلے اس مسئلہ کا حل نہیں تلاش کر سکتا ہے۔اس لئے اس مسئلہ کا حل تمام لوگوں نے امداد باہمی کمیٹی بنا کر تلاش کیا جو کہ سبھی کے مفادات کا یکساں طور پر خیال رکھتی ہے۔امداد باہمی کمیٹی بننے سے لوگوں کا دودھیوں پر انحصار بھی ختم ہو گیا۔

فی الوقت مدھوراپور مہیلا دگدھ اتپادک سہیوگ سمیتی میں لگ بھگ 400 اراکین ہیں۔رکن بننے کے لئے ہر ایک شخص کو 10 روپے کا شیئر لینا ہوتا ہے اور ایک روپے بطور داخلہ فیس ادا کرنا ہوتا ہے۔400 اراکین والے اس ادارہ کو بہتر طور پر چلانے ے لئے تمام اراکین آپس میں مل کر ایک مجلس عاملہ کی تشکیل کرتے ہیں۔اس میں 13 اراکین ہوتے ہیں۔ان تمام اراکین کو ایک ووٹ دینے کا اختیار ہوتا ہے۔مجلس عاملہ کی تشکیل کے بعد اس کے اراکین اپنے میں سے ایک صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔

مجلس عاملہ کی نگرانی میں ہی کمیٹی اپنا کام کرتی ہے۔کمیٹی کے اراکین کو جمع کیے گئے شیئر اور رکنیتی فیس کی رقم ابتدائی پونجی کی شکل میں کام آتی ہے جس سے دودھ کی کوالیٹی جانچ کرنے اور دودھ ناپنے والے آلات نیز دودھ جمع کرنے کے لئے

برتن وغیرہ خریدے جاتے ہیں۔مجلس عاملہ کا اصل کام کمیٹی کے تمام کاموں کو منظم کرنا مثلاً دکان کو وقت پر کھولنا، دودھ کی جانچ کرنا اور اسے پٹنہ ڈیری پہنچانا، وغیرہ ہوتا ہے۔

اس کمیٹی سے جڑنے کے بعد یہاں کے دودھ پیدا کرنے والے خاندانوں اور کسانوں کی معاشی اور سماجی حالت میں لگاتار بہتری نظر آنے لگی ہے۔ اب انہیں اپنے دودھ کا طے شدہ گاہک جول گیا ہے اور جو انہیں ان کے دودھ کی پوری اور صحیح قیمت دیتا ہے۔ دودھ کو فروخت کرنے کے لئے اب انہیں کسی کے پیچھے بھاگنا نہیں پڑتا ہے۔

1۔ مدھوراپور میں مدھوراپور مہیلا دُگدھ اتپادک سہیوگ سمیتی بننے سے پہلے دودھ کو بیچنے اور خریدنے کا کیا نظم تھا؟

2۔ امداد باہمی کمیٹی کو چلانے کے لئے مجلس عاملہ کیوں بنائی جاتی ہے؟

3۔ دودھ پیداواری امداد باہمی کمیٹی بننے کے بعد دودھ پیدا کرنے والے خاندانوں کی زندگی میں کیا کیا تبدیلیاں آئیں؟

4۔ کیا تمہارے آس پاس اس قسم کی کوئی امداد باہمی کمیٹی ہے؟ تفصیل بیان کرو۔

امداد باہمی کی ضرورت کیوں؟

امداد باہمی لفظ دو الفاظ سے مل کر بنا ہے۔ 'امداد' لفظ 'مدد' کی جمع ہے اور 'باہمی' لفظ 'باہم' سے بنا ہے۔ 'باہم' کا مطلب ہے، ایک دوسرے کے ساتھ یا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر۔ اس طرح امداد باہمی کا مطلب ہوا— ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کی مدد کرنا یا ایک دوسرے کی مدد سے کوئی کام کرنا۔ اس میں لوگ اپنے معاشی مفادات کی تکمیل اور ترقی کے لئے، اپنی خواہش سے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ اس کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے، جس کام کو لوگ اکیلے نہ کر

سکیں، اسے مل کر کرتے ہیں۔ کم مقدار میں پیداوار کو اکیلے مناسب قیمت پر فروخت کرنا اکثر ممکن نہیں ہو پاتا، جب کہ سبھی کی پیداوار کو امداد باہمی کے ذریعہ جمع کر کے مناسب قیمت پر فروخت کیا جا سکتا ہے۔ اس سے لوگوں کی معاشی کمزوری بھی دور ہوتی ہے۔ آیئے، کہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ امداد باہمی کمیٹیوں کی ضرورت کیوں ہے اور یہ کیسے کام کرتی ہے۔ اس بات کو چند دوسری مثالوں کی مدد سے بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پیکس یعنی پراتھمک کرشی ساکھ سمیتی (ابتدائی زرعی ساکھ امداد باہمی سوسائٹی/Primary Agricultural Credit Co-operative Society)

حکومت کے ذریعہ پیکس کی تشکیل کسانوں کی فلاح اور ان کی زراعت سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ کوئی بھی کسان مقررہ رکنیتی فیس اور ایک شیئر کی رقم دے کر اس کا رکن بن سکتا ہے۔ پیکس اپنے اراکین کے لئے بینک کا کام کرتا ہے۔

پیکس میں کسان اپنے پیسے کی بچت کرتے ہیں۔ ضرورت ہونے پر اراکین کو زرعی کام کے لئے قرض مہیا کرایا جاتا ہے۔ پیکسوں کے پاس یہ رقم اراکین کی جمع شدہ بچت اور حکومت کے ذریعہ مہیا کرائے گئے فنڈ سے آتی ہے۔ پیکس کے ذریعہ مناسب شرح پر قرض ملنے سے کسان قرض کے لئے مہاجنوں کے چنگل میں پھنسنے سے بچ جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ پیکس کی وساطت سے کسانوں کو مناسب شرح پر صحیح کھاد اور بیج دستیاب ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی پیکس کسانوں کی فصلوں کو حکومت کے ذریعہ اعلان کردہ کم از کم حمایتی قیمت پر خرید نا یقینی کرتا ہے۔ فی الوقت ریاست کی تمام 8463 پنچایتوں میں ایک ایک پیکس کام

کر رہے ہیں، جس کے اراکین کی کل تعداد 96.42 لاکھ ہے۔

1۔ پیکس کے اراکین کون ہوتے ہیں؟

2۔ قرض دینے کے لئے پیکس کے پاس پیسہ کہاں سے آتا ہے؟

3۔ قرض دینے کے علاوہ پیکس اور کون سے کام کرتی ہے؟

4۔ پیکس کے سبب کسانوں کو مہاجنوں کے چنگل سے نجات کیسے ملتی ہے؟

5۔ پیکس کے ذریعہ فصل خریدنے سے کسانوں کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟

6۔ پیکس کے اراکین کس مشترکہ مقصد کے لئے ایک جٹ ہوتے ہیں؟

7۔ حکومت کمزور طبقوں کو پیکس میں حصہ داری دلانے کے لئے کیا کرتی ہے؟ اپنے ٹیچر کے ساتھ پر چا کیجئے۔

صارف امداد باہمی کمیٹی

اس قسم کی کمیٹی کا قیام تھوک کاروباریوں یا پیداوار کرنے والوں سے براہ راست زیادہ مقدار میں مال خرید کر اپنے اراکین کو سستی شرح پر اسے دستیاب کرانا ہے۔ کمیٹی کے اراکین کے ذریعہ جمع رقم سے جو پونجی اکٹھا ہوتی ہے، اس سے زیادہ مقدار میں تھوک کاروباریوں یا پیداواروں سے براہ راست مال خریدے جاتے ہیں۔ اس طرح مال براہ راست خریدے جانے کے سبب مال کی قیمت خوردہ بازار سے کافی ہوتی ہے۔ مال کی کوالیٹی کی جانچ ہونے کے سبب یہاں بیچے جانے والے سامانوں کی کوالیٹی اچھی ہوتی ہے۔ اس کا ایک اور فائدہ بھی ہوتا ہے۔ اس سے کمیٹی کے اراکین کو نسبتاً کم قیمت پر اچھا مال دستیاب ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ کمیٹیاں مالی بنیاد پر کمزور لوگوں کو تاجروں اور دلالوں کے ذریعہ کئے جانے والے استحصال سے بچاتی ہیں۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ امداد باہمی کمیٹیوں کا قیام کسی بھی شعبہ میں مسائل کا باہمی طور پر حل تلاش کرنے اور وہاں کے لوگوں کی معاش یا روزمرہ کی زندگی سے متعلق مسائل یا مشکلات کو کم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

1۔ صارف امداد باہمی کمیٹی جیسی کمیٹیاں کیوں بنائی جاتی ہیں؟

2۔ اس کا رکن بننے کے لئے کیا لازمی ہے؟

3۔ تھوک کاروباریوں یا پیداوار کرنے والوں سے زیادہ مقدار میں مال خریدنے کے لئے پونجی کہاں سے

آتی ہے؟

4۔ چرچا کرکے پتہ کریں— تھوک کاروباریوں یا پیداوار کرنے والوں سے خریدے گئے سامان بازار سے سستی قیمت پر کیوں دستیاب ہوتے ہیں؟

آپ کے علاقے میں کس قسم کی امداد باہمی کمیٹیاں ہیں؟ ایک فہرست بنائیں۔ پھر ٹولی بناکر نیچے دیے گئے نکات پر ان کے بارے میں جانکاری تلاش کیجئے۔ اپنی ایک رپورٹ بناکر کلاس میں پیش کیجئے۔

اس کے اراکین کون ہیں؟

1۔ اراکین مل کر کیا کرتے ہیں؟

2۔ اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

3۔ کمیٹی کے سامنے کس قسم کے مسائل آتے ہیں؟

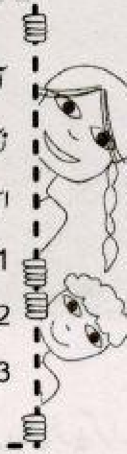

امداد باہمی کمیٹی کی خوبیاں اور خامیاں

ابھی تک ہم نے دیکھا کہ امداد باہمی کمیٹیاں اپنے اراکین کے مفادات اور ان کے معاشی ترقی کے لئے کئی قسم کی کوششیں کرتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کا کام نجی روزگار سے الگ ہے۔ اس میں انفرادی فائدہ کے بجائے اجتماعی مفاد پر زور دیا جاتا ہے۔

سب کے لئے رکنیت

امداد باہمی کمیٹی کی تشکیل اور ان کی رکنیت اختیاری ہوتی ہے یعنی کوئی بھی شخص کسی امداد باہمی کمیٹی میں حسب خواہش شامل ہو سکتے ہیں۔ اس کی رکنیت حاصل کرنے کے لئے مذہب،

ذات وغیرہ کی کوئی بندش نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس کی رکنیت کھلی ہوتی ہے۔ اراکین کا مقصد وہی ہونا چاہئے، جس مقصد کے لئے کمیٹی بنائی گئی ہے۔

جیسے مدھوراپور مہیلا دگدھ اتپادک سہوگ کمیتی کے اراکین صرف دودھ پیدا کرنے والے ہی ہو سکتے ہیں۔ ایسا کوئی شخص اس کا رکن نہیں ہوسکتا، جو دودھ نہیں پیدا کرتا ہو۔

لیکن اس کے باوجود کئی بار کچھ کمیٹیوں میں ایسے اراکین بھی رکنیت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، جو اس کے مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جھوٹ بول کر یا فرضی دستاویز کی بدولت کمیٹی کا رکن بن جاتے ہیں۔ ایسے فرضی اراکین کے سبب کمیٹی کی تشکیل کا مقصد بھی متاثر ہونے لگتا ہے۔ ایسے اراکین کمیٹی کے ذریعہ اپنا ذاتی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس طرح جو فائدہ سب کو ملنا چاہیے، وہ کچھ لوگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ جب دوسرے اراکین اس کی مخالفت کرتے ہیں تو ان میں آپسی جھگڑے ہونے لگتے ہیں۔ اس سے کمیٹی کی ترقی ہونے کے بجائے اس میں تنزلی پیدا ہونے لگتی ہے۔ بہار میں متسیہ جیوی سہوگ کمیتی (مچھلی پروری امداد باہمی کمیٹی) اور ویاپار منڈل (تجارتی جماعت) کی ناکامی کے چند اسباب یہ بھی ہیں۔

اپنے استاد اور گھر کے افراد سے گفتگو کر کے بہار متسیہ جیوی سہوگ کمیتی اور ویاپار منڈل کی ناکامی کے اسباب تلاش کیجئے۔

مساوات

امداد باہمی کمیٹی کے تمام اراکین کو مساوی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ جہاں تجارتی تنظیموں کا انتظام و انصرام ماہر اور اعلیٰ تنخواہ یافتہ منیجروں کے ذریعہ کیا جاتا ہے، وہیں امداد باہمی نظام میں اراکین کی حصہ داری پر زور دیا جاتا ہے۔ اس کا انتظام و انصرام خود اراکین کے ذریعہ جمہوری بنیادوں پر کیا جاتا ہے۔ اس کے کام کاج کے لئے ایک مجلس عاملہ کی تشکیل کی جاتی ہے جن کے اراکین کا انتخاب عام سبھا کے ووٹوں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اس میں ہر ایک رکن کو ووٹ دینے کا اختیار ہوتا ہے۔

مدھوراپور کی کہانی میں بھی آپ نے دیکھا کہ مدھوراپور دودھ پیداوار کمیٹی میں بھی انتظام و انصرام کے لئے اراکین کے ووٹوں کی بنیاد پر جمہوری طریقے سے ایک 13 رکنی مجلس عاملہ کی تشکیل کی گئی ہے۔

لیکن کمیٹی میں جب ایسے اراکین کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے جو غلط طریقے سے رکنیت حاصل کر لیتے ہیں تو کمیٹی کا جمہوری ڈھانچہ تباہ ہو جاتا ہے۔

یہ لوگ ذاتی مفاد کے لئے من پسند مجلس عاملہ کی تشکیل کر لیتے ہیں۔اس سے امداد باہمی کمیٹی اپنے اصل مقصد کی تکمیل کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے اور کچھ مفاد پرست عناصر کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن جاتی ہے۔

بہار میں کئی امداد باہمی کمیٹیاں اسی وجہ سے ناکام رہی ہیں۔متسیہ جیوی سہکاری سمیتی اس کی ایک قابل ذکر مثال ہے۔ بہار میں سرکاری تالابوں کی بندوبستی صرف ماہی پروری امداد باہمی کمیٹی کر سکتی ہے۔اس کا مقصد اس سے جڑے ماہی پروروں کی معاش کے مواقع مہیا کرانا ہوتا ہے۔ لیکن ان کمیٹیوں میں ایسے دولت مند لوگوں کا قبضہ ہے، جو صرف ذات سے مچھوارے ہیں۔ ماہی پروری ان کا پیشہ نہیں ہے۔ یہ لوگ بندوبستی کر کے غریب مچھواروں کو تالاب زیادہ لگان پر دے کر ان کا استحصال کرتے ہیں۔

منافع کی تقسیم

امداد باہمی کی ایک اور خوبی ہے کہ اس کے منافع کی منصفانہ تقسیم تمام اراکین میں کی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر مدھوراپور مہیلا دگدھ اتپادک سہوگ سمیتی میں بھی خالص مفافع کا 25 فی صد حصہ جمع شدہ فنڈ میں کیا جاتا ہے۔جمع شدہ فنڈ کا استعمال کمیٹی کی بہتری کے لئے نئی مشینیں یا ساز و سامان خریدنے اور ہنگامی اخراجات میں کیا جاتا ہے۔ بقیہ 75 فی صد رکن کسانوں کو بونس اور کئی فلاحی منصوبوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔

1۔ جمع شدہ فنڈ میں جمع کرنے کی ضرورت کیوں ہے؟

2۔ آپ کے مطابق دودھ پیداوار کمیٹیاں کس قسم کے منصوبوں پر خرچ کرتی ہیں؟

3۔ دودھیا کا کام اور کمیٹی کے کام میں کیا فرق ہے؟

امداد باہمی کمیٹی کی خصوصیات اور کمزوریوں کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ کمیٹیاں سماج کے غریب، پچھڑے اور محدود وسائل والے لوگوں کے فروغ میں پورا تعاون کرتی ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔

اگر ان کمیٹیوں میں کام کرنے والے لوگوں کو انتظام و انصرام سے متعلق تربیت دے دی جائے اور وافر سرمایہ دستیاب کرا دی جائے اور لوگوں میں اجتماعی مفادات کو ترجیح دینے کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔

مشق کے سوالات

1۔امداد باہمی کے اراکین کون ہوتے ہیں؟مل کر کیا کرتے ہیں؟اس سے کیا فایدہ ہوتا ہے؟

2۔امداد باہمی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ایک مثال پیش کر کے سمجھایئے۔امداد باہمی کمیٹیاں بننے سے پہلے،ان سے متعلق لوگوں کو کن کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا؟ان کے بننے کے بعد یہ دشواریاں کیسے دور ہو پائیں؟

3۔باب میں جن تین امداد باہمی کمیٹیوں کی بات کی گئی ہے،ان میں سے آپ کس امداد باہمی کمیٹی کو سب سے زیادہ مفید مانتے ہیں اور کیوں؟

4۔امداد باہمی کمیٹیوں کے کام کاج میں کون کون سی مشکلیں آتی ہیں؟آپ کے خیال میں ان مشکلوں کو حل کرنے کے لئے کیا کیا جاسکتا ہے؟

مان لیں آپ مدھوراپور مہیلا دگدھ سمیتی کے صدر ہیں،اپنی کمیٹی کو اچھی طرح سے چلانے اور اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جوڑنے کے لئے آپ کیا کیا کوششیں کریں گے؟

5۔استاد کی مدد سے درج ذیل چارٹ بھریں۔

امداد باہمی کمیٹی کا نام	رکن کون ہوتے ہیں	مل کر کیا کرتے ہیں اس کے منافع	مسائل
مدھوراپور مہیلا دگدھ اتپادک سہیوگ سمیتی		دودھ کی فروخت اور مناسب قیمت	
صارف امداد باہمی کمیٹی			غیر تربیت یافتہ انتظامیہ
پیکس			سرمائے کی کمی

باب

8 غذائی تحفظ

مادھو پور گاؤں میں راموایک کسان مزدور ہے۔ راموکا سب سے بڑا بیٹا سوموسرپنچ کے یہاں پچھلے تین برسوں سے مویشیوں کی دیکھ بھال کا کام کرتا ہے۔ سرپنچ کبھی کبھارا سے کچھ پیسے دے دیتا ہے، جوسال بھر میں کل ملاکر ہزارروپے بھی نہیں ہو پاتے ہیں۔

سوموکے علاوہ راموکے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اس نے اپنی بڑی بیٹی کملا کی شادی تین سال پہلے ہی جب وہ سولہ سال کی تھی، کردی تھی۔ آج اس کا بھی ایک دو سال کا بچہ ہے۔ دوسری بیٹی سرلا ابھی چودہ سال کی ہے، اور وہ پیدائش سے ہی کمزور ہے۔ پیدائش کے وقت اس کی ماں بھی کافی کمزور تھی۔ سرلا گھر پر ہی اپنے تین چھوٹے بھائیوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ راموکی بیوی تین چار گھروں میں آیا کا کام کرتی ہے۔ فصل کے موسم میں وہ کھیتوں میں کام کرکے کچھ روپے کما لیتی ہے۔

جب کملا دوبارہ حاملہ ہوئی، تب سے اس کی طبیعت لگاتار خراب رہنے لگی ہے۔ بچہ بھی کمزور ہونے کے سبب پیدائش کے کچھ ہی دنوں بعد گزر گیا۔

اس سال، بارش نہ ہونے کے سبب گاؤں میں کھیتی کا کام نہیں کے برابر ہے۔ پہلے راموکھیتی کا کام نہ ملنے پر گاؤں کے ہی اینٹ بھٹھے پر کام کرنے چلا جاتا تھا۔ لیکن اب اس کے جسم سے بھی زیادہ محنت کا کام نہیں ہو پاتا ہے اور وہ جلدی ہی تھک جاتا ہے۔

گھر کی مالی حالت بگڑنے پر بڑا بیٹا سوموملازمت کی

تلاش میں شہر چلا جاتا ہے۔ لیکن وہاں بھی اسے کئی لوگوں نے نابالغ کہہ کر کام دینے سے انکار کر دیا۔ سوموا اٹھارہ سال کا ہوجانے کے باوجود 15-14 سال سے زیادہ کا نہیں لگتا۔ کسی طرح اسے ایک ہوٹل میں 500 روپے مہینہ پر نوکری ملی۔ ان میں سے زیادہ تر پیسہ وہ اپنی ماں کے علاج اور چھوٹے بھائی بہنوں کے کھانا کے لئے گاؤں بھیج دیتا ہے۔

ادھر کچھ دنوں سے سوموکی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ طویل عرصہ سے خاندان کو مناسب خوراک نہیں ملنے سے سبھی کمزور ہیں۔ عام طور پر ان کا جو وزن ہونا چاہئے، اس سے کافی کم ہے۔

1۔ کیا کھیتوں میں کام کر کے راموکی باقاعدہ آمدنی ہوتی ہوگی؟ کیا اس آمدنی سے وہ مناسب خوراک کا نظم کر پاتا ہوگا؟ چرچا کریں۔

2۔ کملا کی بیماری اور اسے چھوٹے سے بچے کی موت کا کیا سبب ہے؟

3۔ سوموا اپنی عمر سے کم کیوں نظر آتا ہے؟

4۔ راموا اور اس کے خاندان کو طویل عرصہ تک مناسب خوراک کیوں نہیں مل پاتی ہے؟ ایسا کیوں ہے کہ نسل در نسل اس خاندان کے لوگ کمزور پیدا ہوتے ہیں؟

5۔ سرلا پیدائش سے ہی کمزور کیوں ہے؟

اوپر پیش کی گئی راموکی کہانی صرف اسی کی کہانی نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں کئی ایسے خاندان مختلف گاؤں، قصبوں، شہروں اور پاس پڑوس میں آسانی سے نظر آجائیں گے۔ کچھ لوگوں کی حالت تو ان سے بھی زیادہ قابل رحم ہوتی ہے۔

اس طرح کے خاندان، جن کے افراد کو بہت طویل عرصے تک مناسب اور غذائیت سے بھرپور خوراک نہیں مل پاتی ہے، اور جو اپنے ناقص تغذیہ کی وجہ سے پیدا ہوئی کمزوری اپنی آنے والی نسلوں کو بھی دیتے ہیں، انہیں 'دیرینہ بھوک' کا شکار کہا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے خاندانوں کے لئے غذائی تحفظ انتہائی ضروری ہے۔

ناقص تغذیہ

جسم کے لئے ضروری اور مناسب خوراک کا طویل عرصہ تک نہ مل پانا ہی ناقص تغذیہ کہلاتا ہے۔ ناقص تغذیہ کے شکار ماں باپ کمزور بچوں کو جنم دیتے ہیں۔ کمزور بچے اپنی عمر سے کم نظر آتے ہیں اور ان کی نشوونما رک جاتی ہے۔
عمر کے مطابق، بچوں کے وزن اور لمبائی میں جس تناسب میں اضافہ ہونا چاہئے اس میں عدم توازن پیدا ہوجاتا

ہے۔ساتھ ہی ان کی مرض سے مدافعت کی صلاحیت میں بھی کمی آجاتی ہے۔عام بیماریوں مثلاً بخار، الٹی، دست، گھینگھا مرض، رتوندھی وغیرہ بھی ان کی موت کا سبب بن سکتی ہے۔

ناقص تغذیہ کا شکار خاندان

ناقص غذائیت کو کیسے پہچانیں؟

— جسم کی نشوونما کا رکنا۔
— خون کی کمی ہونا۔
— عضلے کا ڈھیلا ہونا یا سکڑ جانا۔
— جسم کا وزن کم ہونا
— ہاتھ پاؤں پتلے اور پیٹ بڑھا ہونا یا جسم کا سوجن۔
— کمزوری محسوس کرنا۔
— عورتوں میں خون کی کمی ہونا اور طویل عرصے سے کم غذا ملنے کی وجہ سے ان کا وزن لگاتار کم رہتا ہے۔

(N.F.H.S. Report)

ہندوستان کے آئین میں تمام شہریوں کو جینے کا بنیادی حق حاصل ہے۔کسی بھی شخص کے لئے بغیر مناسب غذا کے زندہ رہ پانا نہ صرف مشکل ہے، بلکہ بے معنی ہے۔

آج بھی ہمارے ملک میں غریبی، بے روزگاری، بھوک وغیرہ سے پیدا ہوئی ناقص تغذیہ جیسے مسائل کے کافی لوگ شکار ہیں۔دیہی علاقوں میں قریب 40فی صد عورتیں اور 30فی صد مردوں میں بلاواسطہ یا بالواسطہ ناقص تغذیہ کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔

وزن ناپنا

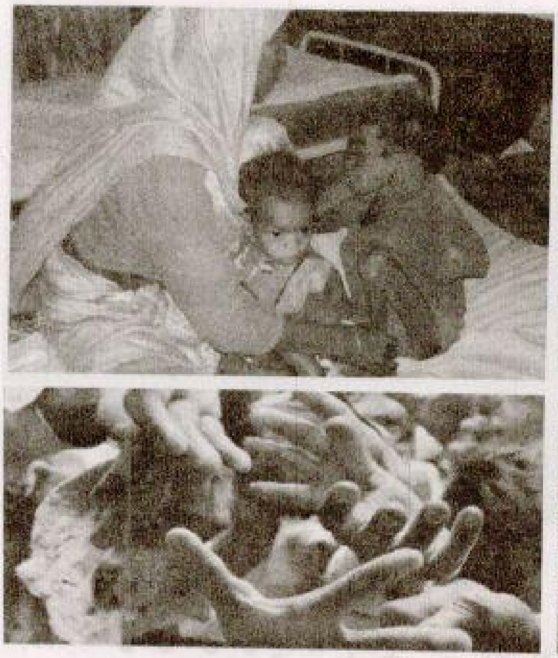

ناقص تغذیہ کا شکار خاندان

کلیان 2 سال 6 مہینے، 10 کیلوگرام، مارچ 2006

کلیان 2 سال 3.5 کیلوگرام، اکتوبر 2005 موضع گارلا گریڈ، گونا، مدھیہ پردیش

حوالہ: ڈاکٹر منی، عوامی صحت مرکز، سنیوگ

1۔ کن چیزوں کی کمی کے سبب ناقص تغذیہ ہوتا ہے؟

2۔ ناقص تغذیہ کی کیا کیا علامتیں ہوتی ہیں؟

3۔ مردوں کے مقابلے عورتیں زیادہ تر ناقص تغذیہ کا شکار کیوں ہوتی ہیں؟

4۔ ناقص تغذیہ جیسے مسئلہ سے نبٹنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ استاد کے ساتھ چرچا کیجیے۔

5۔ آپ اپنے پڑوس کے آنگن باڑی مرکز جا کر درج ذیل اطلاع جمع کر کے ایک رپورٹ تیار کیجیے۔

—بچوں اور عورتوں کا وزن کیوں لیا جاتا ہے؟

—وہاں لوگ کس قسم کی غذا لیتے ہیں؟

—آنگن باڑی مرکز کا اصل مقصد کیا ہے؟

روزگار کی تلاش

آج بھی سماج میں ایک بڑا طبقہ ایسا ہے، جنھیں بھر پیٹ کھانا نہیں ملتا۔ دیہی علاقوں میں کئی کسان مزدور بندھوا مزدور، بے زمین مزدور اور ایسے مزدور ہیں، جو زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر منحصر ہیں۔ روایتی خدمات فراہم کرنے والے اور چھوٹے کاروباری بھی اس طبقہ میں شامل ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ صرف دیہی لوگ ہی اس بیماری کے شکار ہیں۔ شہروں میں بھی ایسے لوگ ہیں جنھیں بھر پیٹ کھانا نہیں مل پاتا۔ شہری علاقوں میں اس طبقہ میں ایسے لوگ شامل ہیں جو اکثر کم تنخواہ والے کاروباروں اور غیر منظم کارخانوں و بازاروں میں کام کرتے ہیں۔ جنھیں صرف یومیہ مزدوری حاصل کر کے صرف موسمی کاموں میں ہی کام مل پاتا ہے۔ یہ طبقہ روزگار کے نقطۂ نظر سے ہمیشہ غیر محفوظ ہوتا ہے کیوں کہ ان کی آمدنی یا مزدوری اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ محض کسی طرح زندگی گزار پاتے ہیں۔

درج فہرست ذات، درج فہرست قبائل اور دیگر پسماندہ طبقوں کی زمین کی بنیاد کمزور ہوتی ہے یا پھر ان کی زمین کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ وہ تغذیہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ غیر محفوظ ہیں۔

غریب لوگوں کی آمدنی بہت کم ہوتی ہے، جس سے وہ صرف زندہ ہی رہ سکتے ہیں۔ آمدنی میں اضافہ کے لئے کام کی تلاش میں دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ پھر بھی ان کو روزگار کا مناسب موقع نہیں مل پاتا۔ اسی لئے حکومت اپنی سماجی ذمہ داری کے

تحت غریب لوگوں کو روزگار مہیا کرانے کے لئے روزگار منصوبہ چلا رہی ہے، جس میں دیہی علاقوں میں حکومت کے ذریعہ چلائے جا رہے مہاتما گاندھی راشٹریہ گرامین روزگار گارنٹی یوجنا کافی اہم ہے۔ اس کے قبل اسے 'نریگا' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کے تحت حکومت کام کے خواہش مند لوگوں کو ان کی پنچایت علاقہ کے آس پاس کسی ایک سال میں 100 دنوں کا روزگار مہیا کرانے کی گارنٹی دیتی ہے۔ اس منصوبہ میں دیہی بے روزگار اپنے قریبی مقام پر کام کی مانگ کر سکتے ہیں۔ اس طرح کے سرکاری منصوبے دیہی غربت کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

1۔ اپنے استاد اور اپنے گھر کے بڑے بوڑھوں سے جانکاری اکٹھا کر کے اپنے آس پاس کے ایسے منصوبوں کے بارے میں پتہ لگایئے، جس سے لوگوں کو روزگار اور آمدنی حاصل ہو رہی ہے۔

2۔ بے روزگاری اور ناقص تغذیہ کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ آپس میں چرچا کیجئے۔

3۔ لوگوں کو روزگار دلانے کی ذمہ داری حکومت کی کیوں ہونی چاہئے؟ اپنے آئین میں دیئے گئے حقوق رتجاویز کو دھیان میں رکھ کر اس کا جواب دیجئے۔

غذائی تحفظ کی جہتیں

1۔ ملک میں وافر مقدار میں اجناس کی پیداوار اور سرکاری اناج بھنڈاروں میں غذائی اجناس کا وافر ذخیرہ۔

2۔ ہر ایک فرد کو عوامی نظام تقسیم کے توسط سے مناسب قیمت کے غذائی اجناس دستیاب۔

3۔ لوگوں کے پاس اپنی غذا سے متعلق ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیسہ دستیاب۔

ذخیرہ اندوزی

فوڈ کارپوریشن آف انڈیا (ایف سی آئی) کے توسط سے حکومت کے ذریعہ لوگوں کو اناج، گیہوں اور چاول دیئے جاتے ہیں۔ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا غذائی اجناس پیدا کرنے والے صوبوں کے کسانوں سے گیہوں اور چاول خریدتا ہے۔

کسانوں کو ان کی فصل کے لئے پہلے سے ہی مقررہ قیمتیں دی جاتی ہیں۔ اس قیمت کو کم از کم حمایتی قیمت کہا جاتا ہے۔ ان فصلوں کی پیداوار کی حوصلہ افزائی کرنے کے مقصد سے بوائی کے موسم سے پہلے ہی حکومت ہر سال ایک کم از کم حمایتی قیمت کا اعلان کرتی ہے۔ خریدے ہوئے اناج گوداموں میں رکھے جاتے ہیں۔ اسے بفراسٹاک کہتے ہیں۔ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے اس بفراسٹاک کو حکومت راشن کی دکانوں کو توسط سے سماج میں تقسیم کرتی ہے۔ اسے عوامی نظام تقسیم کہتے ہیں۔

فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کا گودام

1۔ کیا آپ کے گھروں میں بھی اناج کا ذخیرہ رکھا جاتا ہے؟ اگر ہاں تو اس کا کیا مقصد ہے؟

2۔ کیا آپ کے گھروں میں بھی بازار سے کم قیمت پر اناج آتا ہے؟ اگر ہاں تو یہ کیسے؟

3۔ حکومت بفراسٹاک کیوں بناتی ہے؟

4۔ مناسب قیمت کی دکانوں تک اناج کیسے پہنچتا ہے؟ اپنے لفظوں میں لکھئے۔

عوامی نظام تقسیم کی موجودہ صورت حال

راشن کی دکانوں پر صبح صبح لوگوں کی خوب بھیڑ لگی تھی۔ مٹی کا تیل نہیں مل رہا تھا۔ لوگ دکاندار کو طعنے دے رہے تھے — بلیک میں دیتا ہوگا۔ اور دکاندار کہتا — میں کہاں سے لاؤں؟ میرے گھر پر تیل کا کنواں ہے کیا؟ حکومت کوٹا پورا نہیں کر رہی ہے اور گالی مجھے سننی پڑ رہی ہے۔

1۔کیا آپ نے اس قسم کی صورت حال کو کبھی دیکھا ہے؟
2۔آپ کے خیال میں کیا دکاندار سچ بول رہا ہے؟
3۔کیا آپ کے خاندان کے پاس راش کارڈ ہے؟
4۔اس راشن کارڈ سے آپ کے خاندان نے حال میں کون کون سی چیزیں خریدی ہیں؟
5۔کیا آپ کے خاندان کو راشن کی چیزیں لینے میں کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ان سے پتہ کیجئے۔
6۔آپ کی سمجھ سے راشن کی دکانیں کیوں ضروری ہیں؟

اب بیشتر علاقوں، گاؤں، قصبوں اور شہروں میں راشن کی دکانیں ہیں۔ بہار میں دسمبر 2010 میں کل 42471 راشن دکانیں (عوامی نظام تقسیم کی دکانیں) چل رہی تھیں۔ان دکانون میں حکومت کے ذریعہ غذائی اجناس کے علاوہ مٹی کا تیل بھی کم دام پر فروخت کیا جاتا ہے۔اس کے تحت راشن کوپن اور کراسن تیل کوپن سے کوئی بھی خاندان فی ماہ ان کی ایک مقررہ مقدار قریبی راشن کی دکان سے خرید سکتا ہے۔حکومت کی طرف سے خط افلاس کے نیچے (بی پی ایل) کے خاندانوں کے لئے امدادی شرح پر35 کیلوگرام فی خاندان ہر ماہ کی شرح سے غذائی اجناس کا ماہانہ کوٹہ الاٹ ہوتا ہے۔ریاستی حکومت کے ذریعہ اس منصوبہ کے تحت 5.22 روپے فی کیلوگرام کی شرح سے 10 کیلوگرام گیہوں اور 6.78 روپے فی کیلو کی شرح سے 15 کیلوگرام چاول فی خاندانی ہر ماہ دستیاب کرایا جاتا ہے۔

عوامی نظام تقسیم غذائی تحفظ کو یقینی بنانے کی سمت میں ایک اہم قدم ہے۔شروع میں یہ نظام سب کے لئے تھا۔ غریبوں اور غیر غریبوں کے بیچ کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا۔لیکن اب اس میں غریبوں اور غیر غریبوں کے لئے سامانوں کی الگ الگ قیمت رکھی جاتی ہے۔

اس نے ملک کے اناج کی زیادہ پیداوار والے علاقوں سے کم پیداوار والے علاقوں میں غذائی سپلائی کے توسط سے قحط اور فاقہ کشی پر قابو پانے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔اس کے علاوہ عام طور پر اس سے غریب خاندانوں کے حق میں قیمتوں پر روک بھی لگائی جاتی ہے۔عوامی نظام تقسیم کو کئی بنیادوں پر سخت نکتہ چینی کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے ملک میں اناجوں سے ٹھساٹھس بھرے گوداموں کے باوجود فاقہ کشی کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ایف سی آئی کے گودام اناج سے بھرے ہیں۔ کہیں اناج سڑ رہا ہے تو کچھ جگہوں پر چوہے اناج کھا رہے ہیں۔ گوداموں سے راشن دکانوں تک اناج پہنچانے میں بھی کافی ہیرا پھیری کی جاتی ہے۔ راشن دکان داروں کے ذریعہ بھی ان اناجوں کی بڑے پیمانے پر کالابازاری کی جاتی ہے۔

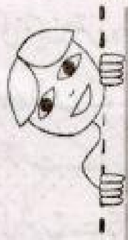

اپنے علاقے کی راشن دکان پر جائیں اور درج ذیل معلومات حاصل کریں۔۔۔

1۔ راشن کی دکان کب کھلتی ہے؟

2۔ وہاں پر کون کون سی چیزیں فروخت کی جاتی ہیں؟

3۔ وہاں کس کس طرح کے کارڈ رکھنے والے آتے ہیں؟

4۔ وہاں راشن کہاں سے آتا ہے؟

5۔ کیا ان دکانوں میں طرح طرح کے کارڈ رکھنے والوں کے لئے یکساں قیمت ہوتی ہے؟

6۔ کیا راشن کی دکان اور کھلے بازار کے سامانوں کی کوالیٹی اور قیمت میں فرق ہوتا ہے؟ پتہ لگایئے۔

7۔ عوامی نظام تقسیم کے تحت اے پی ایل، بی پی ایل، انتیودے، بزرگ لوگوں کے لئے ان پورنا منصوبہ چلایا جاتا ہے۔ اپنے ٹیچر سے اس موضوع پر معلومات حاصل کریں۔

8۔ غریب اور غیر غریب کے لئے چیزوں کی الگ الگ قیمت رکھنے میں کیا کوئی عملی دشواری ہو سکتی ہے؟ وجہ سمیت بتایئے۔

1۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ حکومت کا غریبوں کے ساتھ غذائی تحفظ کرانے کا یہ طریقہ صحیح ہے؟ وجہ کے ساتھ سمجھائیے۔

2۔ کیا ایسا بھی کیا جا سکتا ہے کہ کم داموں پر غذائی تحفظ عوامی طور پر تمام لوگوں کو مہیا کرایا جائے؟ اس کے فائدے اور نقصان پر اپنے ٹیچر کے ساتھ چرچا کیجیے۔

3۔ کیا کچھ لوگ غلط طریقوں سے اپنے کو اس خط کے نیچے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوں گے؟

دوپہر کا کھانا منصوبہ۔۔۔ یہ حکومت کے ذریعہ اٹھایا گیا ایک اہم قدم ہے، جس کے تحت بچوں میں ناقص تغذیہ کو دور کرنے کے لئے اسکول میں غذائیت سے بھرپور خوراک مہیا کرائی جاتی ہے۔

عوامی نظام تقسیم سے صحیح معنی میں غریبوں اور ناقص تغذیہ کے شکار لوگوں کی مدد ہو سکے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے حکومت اناج کے ذخیرہ کا مناسب نظم اور راشن دکانوں تک سامان بروقت پہنچانے کا انتظام کرے۔ اس کے بعد مناسب قیمت اور مقدار میں لوگوں کو غذائی اجناس کی دستیابی کو یقینی بنانے کی کوشش بھی کرے۔

خط افلاس۔۔۔ حکومت ہند ان لوگوں کو خط افلاس سے نیچے مانتی ہے، جو اس کے ذریعہ مقررہ کم از کم معاشی سطح کے نیچے ہوں۔ یہ لوگ سرکاری مدد مثلاً کم دام پر غذائی اجناس حاصل کرنے کے حق دار ہوتے ہیں۔ یہ خط گاؤں اور شہر کے باشندوں کے لئے الگ الگ مقرر کی جاتی ہے۔

مشق کے سوالات

1۔ایسے کون سے لوگ ہیں، جو ناقص تغذیہ کے سب سے زیادہ شکار ہو سکتے ہیں؟

2۔راشن کی دکان ہونا کیوں ضروری ہے؟ سمجھایئے۔

3۔لوگوں کو عوامی نظام تقسیم کے ذریعہ غذائی اجناس دستیاب کرانے کے علاوہ غذائی تحفظ کے لئے اور کیا کیا تدابیر کی جا سکتی ہیں؟ استاد کے ساتھ چرچا کیجئے۔

4۔غذائی تحفظ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ یہ تمام لوگوں کے لئے کیوں ضروری ہے؟

5۔ناقص تغذیہ کیا ہے؟ ناقص تغذیہ سے لوگوں پر کس کس طرح کے اثرات پڑتے ہیں؟

6۔آپ کے علاقے میں حکومت کے ذریعہ لوگوں کو روزگار دینے کے لئے کون کون سے منصوبے چلائے جا رہے ہیں؟ آپ کے خیال میں ان میں سے کس منصوبہ کا فائدہ لوگوں کو سب سے زیادہ ہو رہا ہے اور کیوں؟

7۔ہندوستان میں اناج کی مقدار کافی ہونے کے باوجود بھی کئی لوگوں کو بھر پیٹ کھانا کیوں نہیں مل پاتا؟ اپنے لفظوں میں سمجھایئے۔

8۔عوامی نظام تقسیم کیا ہے؟ ایک تفصیل دے کر سمجھایئے۔

9۔ہندوستان میں اپنائی جانے والے عوامی نظام تقسیم میں کس قسم کی دشواریاں ہیں؟ آپ کے خیال میں انہیں حل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

وندے ماترم

سُجلام سُفلام مَل یَج شیتلام،

شسیئے۔شیام لام مَاترَم

وَندے مَاترَم!!

شُوبھر۔جیوتسنَا۔پُلکِت۔یامینیم،

پھُلّ۔کوسُومِت۔دُرم دَل۔شُوبھینیم

سُوہاسنیم، سومدھر بھاشینیم،

سُوکھدَام، وَردام، مَاترَم!!

وَندے مَاترَم!!

SAMAJIK, ARTHIK AND RAJNITIK JIVAN

Class-VIII

قومی ترانہ

جَنَ گَنَ مَنَ اَدھینایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ وِدھاتا !
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اُتکل بنگ !
وِندھیہ ہماچل یمنا گنگا
اُچھل جل دھی ترنگ !
تَو شبھ نامے جاگے،
تَو شبھ آشش ماگے،
گاہے تَو جے گاتھا !
جَنَ گَنَ منگل دایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ وِدھاتا !
جیہ ہے، جیہ ہے، جیہ ہے،
جیہ جیہ جیہ، جیہ ہے !

सत्र 2015-16	सामाजिक, आर्थिक एवं राजनीतिक जीवन, भाग-3 (कक्षा-8, उर्दू)	निःशुल्क वितरण हेतु

आवरण मुद्रण : सम्राट ऑफसेट, सब्जीबाग, पटना-800 004